واقعہ معراج کہاں سے ثابت ہے اور اس کے منکر کا کیا حکم ہے؟

(دعوت اسلامی)
دارالافتاء اہلسنت
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:Lar6536 تاریخ:28-04-2017

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ واقعہ معراج کہاں سے ثابت ہے اور اس کے منکر کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک راتوں رات تشریف لے جانا نص قطعی کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ اس کا انکار کرنے والا کافر ہے اور زمین سے آسمان اوران کے اوپر جن بلند مقامات تک اللہ تعالی نے چاہا، وہاں تشریف لے جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے، اس کا انکار کرنے والا گمراہ ہے اور جنت میں یا عرش پر جانا اخبار احاد سے ثابت ہے، اس کا انکار کرنے والا گنہگار ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی میں ہے:﴿ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ﴾ ترجمہ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جوراتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ **(سورہ بنی اسرائیل، پ15، آیت01)**

اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت علامہ مولانا مفتی صدر الافاضل محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: "حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیت المقدس تک شب کے چھوٹے حصّہ میں تشریف لے جانا نصِّ قرآنی سے ثابت ہے، اس کا منکِر کافر ہے اور آسمانوں کی سیر اور منازلِ قرب میں پہنچنا احادیثِ صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے، جو حدِّ تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں، اس کا منکِر گمراہ ہے۔"

اسی کی مثل عبارت تفسیر روح البیان میں بھی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:"قال الکاشفی: رفتن آن حضرت از

مکه ببیت المقدس بنص قرآن ثابتست ومنکر آن کافر وعروج بر آسمانها ووصول بمرتبه قربت بأحادیث صحیحه مشهوره که قریبست بحد تواتر ثابت کشت وهر که انکار آن کند ضال ومبتدع باشد" **(تفسیر روح البیان، ج05، ص104، دار الفکر، بیروت)**

فقہ اکبر میں ہے ''وخبر المعراج حق فمن رده فهو ضال مبتدع"

اس کی شرح میں ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: ''(وخبر المعراج) ای بجسد المصطفی صلی اللہ تعالی علیه وآله وسلم یقظة الی السماء ثم الی ماشاء اللہ تعالی من المقامات العلی (حق) ای حدیثه ثابت بطرق متعددة (فمن رده) ای ذلک الخبر ولم یومن بمقتضی ذلک الاثر (فهو ضال مبتدع) ای جامع بین الضلالة والبدعة'' ترجمہ: اور معراج یعنی مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا بیداری کی حالت میں آسمان کی طرف اور پھر بلند مقامات سے جہاں اللہ تعالی نے چاہا وہاں تشریف لے جانے کی خبر یعنی حدیث حق ہے یعنی طرق متعددہ سے ثابت ہے پس جس نے اس خبر کا رد کیا اور اس کے مقتضی پر ایمان نہ لایا تو وہ گمراہ بدعتی ہے یعنی گمراہی اور بدعت کا جامع ہے۔ **(فقہ اکبر مع الشرح، بحث فی ان المعراج حق، ص189، مطبوعہ کراچی)**

شرح العقائد النسفیہ میں ہے: ''والمعراج لرسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیه وآله وسلم فی الیقظة بشخصه الی السماء ثم الی ماشاء اللہ تعالی من العلی حق ای ثابت بالخبر المشهور حتی ان منکره یکون مبتدعا'' ترجمہ: اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے لیے بیداری میں جسم کے ساتھ آسمان تک پھر جن بلند مقامات تک اللہ تعالی نے چاہا وہاں تک معراج حق ہے یعنی خبر مشہور سے ثابت ہے یہاں تک کہ اس کا انکار کرنے والا بدعتی ہو گا۔ **(شرح العقائد النسفیة، مبحث المعراج الخ، ص175، مطبوعہ لاہور)**

فتح القدیر و تبیین الحقائق میں ہے: ''ومنکر المعراج إن أنکر الإسراء إلی بیت المقدس فکافر، وإن أنکر المعراج منه فمبتدع'' ترجمہ: اور معراج کا منکر اگر بیت مقدس تک رات کو جانے کا انکار کرے تو وہ کافر ہے اور اگر وہاں سے معراج کا انکار کرے تو بدعتی ہے۔ **(فتح القدیر، باب الامامة، ج01، ص350، دار الکفر، بیروت)**

النبراس میں ہے: ''الجمهور علی ان منکر الحدیث المتواتر کافر و منکر المشهور فاسق ومنکر خبر الاحاد اثم هذا هو الصحیح'' ترجمہ: جمہور اس پر ہیں کہ حدیث متواتر کا انکار کرنے والا کافر ہے اور حدیث مشہور

کا انکار کرنے والا فاسق (اعتقادی یعنی گمراہ) ہے اور اخبار احاد کا انکار کرنے والا گنہگار ہے، یہی صحیح ہے۔

(النبراس شرح شرح العقائد، ص292، مطبوعہ ملتان)

فتاوی رضویہ میں ہے: ''وتحقیق المقام علی ما الھمنی الملک العلام ان العلم القطعی یستعمل فی معنیین ۔احدھما: قطع الاحتمال علی وجہ الاستیصال بحیث لا یبقی منہ خبرو لا اثروھذاھو الاخص الاعلی کما فی المحکم والمتواتر وھو المطلوب فی اصول الدین فلا یکتفی فیھا بالنص المشھور ۔والثانی: ان لا یکون ھناک احتمال ناش من دلیل وان کان نفس الاحتمال باقیاً کالتجوز و التخصیص وسائر انحاء التاویل کما فی الظواھر والنصوص والاحادیث المشھورۃ والاول یسمی علم الیقین و مخالفہ کافر علی الاختلاف فی الاطلاق کما ھو مذھب فقھاء الأفاق، والتخصیص بضروریات الدین ما ھو مشرب العلماء المتکلمین ۔ و الثانی علم الطمانیۃ ومخالفہ مبتدع ضال ولا مجال الی اکفارہ''ترجمہ: اور مقام کی تحقیق اس طور پر جو مجھے اللہ ملک العلام نے الہام کیا یہ ہے کہ علم قطعی دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ احتمال جڑ سے منقطع ہو جائے بایں طور کہ اس کی کوئی خبر یا اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ اور یہ اخص اعلیٰ ہے جیسا کہ محکم اور متواتر میں ہوتا ہے۔ اور اصولِ دین میں یہی مطلوب ہے۔ تو اس میں نصِ مشہور پر کفایت نہیں ہوتی۔ دوسرا: یہ کہ اس جگہ ایسا احتمال نہ ہو جو دلیل سے ناشی ہو اگرچہ نفس احتمال باقی ہو۔ جیسے کہ مجاز اور تخصیص۔ اور باقی وجوہِ تاویل۔ جیسا کہ ظواہر اور نصوص اور احادیث مشہورہ میں ہے۔ اور پہلی قسم کا نام علم یقین ہے اور اس کا مخالف کافر ہے علماء میں اختلاف کے بموجب مطلقاً جیسا کہ فقہائے آفاق کا مذہب ہے یا ضروریات دین کی قید کے ساتھ یہ حکم مخصوص ہے جیسا کہ علمائے متکلمین کا مشرب ہے اور دوسرے کا نام علم طمانیت ہے اور اس کا مخالف بدعتی و گمراہ ہے اور اس کو کافر کہنے کی مجال نہیں۔'' **(فتاوی رضویہ، ج28، ص667، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)**

شرح العقائد النسفیۃ میں علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ''فالاسراء وھو من المسجد الحرام الی بیت المقدس قطعی ثبت بالکتاب والمعراج من الارض الی السماء مشھورو من السماء الی الجنۃ اوالی العرش اوغیر ذلک احاد''ترجمہ: پس اسراء اور وہ ہے مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانا، قطعی ہے جو کتاب اللہ سے ثابت ہے اور زمین سے آسمان تک معراج مشہور ہے اور آسمان سے جنت تک یا عرش تک

یا اس کے علاوہ کی طرف جانا اخبار احاد سے ثابت ہے۔

(شرح العقائد النسفیة، مبحث المعراج الخ، ص176، مطبوعہ لاھور)

یہاں آسمان سے جنت کی طرف جانے میں جو لفظ آسمان کہا، تو اس سے فقط آسمان ہی مراد نہیں بلکہ آسمان اور اس کے اوپر کے وہ مقامات جہاں اللہ تعالی نے لے جانا چاہا، جن کا ذکر احادیث مشہورہ میں ہے، وہ مراد ہیں کیونکہ احادیث مشہورہ میں فقط آسمان کا ہی ذکر نہیں بلکہ اس کے علاوہ بلند مقامات کا بھی ذکر ہے۔ جیسا کہ اوپر گزرا، ہاں خاص جنت یا عرش وغیرہ پر جانا احادیث احاد سے ثابت ہے تو تیسری شق میں خاص جنت یا عرش وغیرہ کا احاد سے ثابت ہونا بیان کرنا مقصود ہے۔ اس بات کی وضاحت یہ ہے کہ:

شرح عقائد کی اس عبارت: ''ومن السماء الی الجنة او الی العرش او غیر ذلک احاد'' پر اعتراض ہوتا ہے کہ شرح عقائد کی اس سے پچھلے صفحے پر جو عبارت ہے: ''الی السماء ثم الی ماشاء اللہ تعالی من العلی حق ای ثابت بالخبر المشہور'' اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ آسمان سے اوپر کے بلند مقامات تک جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے جبکہ اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان سے اوپر جانا خبر احاد سے ثابت ہے تو یہ تو دونوں عبارات میں تعارض ہے۔ اس کا جواب علامہ عبد العزیز پرھاروی علیہ الرحمۃ نے یہ دیا کہ گزشتہ صفحے میں جو بیان کیا گیا کہ آسمان سے بلند مقامات تک جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے، وہ حق ہے اور اس عبارت میں خبر احاد سے ثبوت کا تعلق خاص جنت یا عرش کے ساتھ ہے۔ چنانچہ نبراس کی عبارت یہ ہے: ''واعترض علیه بانه ینافی ماسبق من قوله ای ثابت بالخبر المشہور واجیب بان المشہور ھو العروج من السماء الی ما فوقھا والاحاد ھو خصوصیة الجنة او العرش۔'' **(النبراس شرح شرح العقائد، ص295، مطبوعہ ملتان)**

اسی طرح حاشیہ خیالی میں بھی شرح عقائد کی اس عبارت: ''الی السماء ثم الی ماشاء اللہ تعالی من العلی حق ای ثابت بالخبر المشہور'' کے تحت لکھا ہے: ''یفھم منه ان المعراج من السماء ایضا مشہور و ماثبت بطریق الاحاد ھو خصوصیة ما الیه من الجنة او غیرھا'' ترجمہ: اس سے سمجھا جاتا ہے کہ آسمان سے معراج کا سفر بھی مشہور ہے اور جو طریق احاد سے ثابت ہے وہ خاص وہ ہے جس کی طرف اشارہ کیا گیا یعنی جنت یا اس کے

علاوہ۔ (الخیالی علی شرح العقائد، بیان حقیقۃ المعراج لمحمد علیہ الصلوۃ والسلام، ص142، مطبوعہ پشاور)

ملا عبد الحکیم سیالکوٹی حاشیہ مولوی برخیالی میں خیالی کی عبارت "وماثبت بطریق" کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

"یعنی کون المعراج من السماء الی العلی ایضا مشہور الیس مخالفا لماذکرہ الشارح فیما بعد من قولہ ومن السماء الی الجنۃ اوالی العرش اوالی غیر ذلک احاد لان ماثبت بطریق الاحاد ھو خصوصیۃ ماذھب الیہ من الجنۃ اوالی العرش اوالی اطراف العالم لاالی مطلق العلی حتی ینافیہ "ترجمہ: یعنی آسمان سے بلند مقامات تک کی معراج کا بھی مشہور ہونا اس کے مخالف نہیں ہے جس کو شارح نے اس کے بعد اپنے اس قول میں ذکر کیا ہے "ومن السماء الی الجنۃ اوالی العرش اوالی غیر ذلک احاد "کیونکہ جو بطریق احاد ثابت ہے وہ خاص وہ ہے جس کی طرف تشریف لے گئے یعنی جنت یا عرش یا اطراف عالم نہ کہ مطلق بلند مقامات، کہ یہ اس کے منافی ہو۔

(حاشیہ مولوی برخیالی، ص254، 253، مطبع ھند)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد عرفان مدنی

01 شعبان المعظم 1438ھ/28 اپریل 2017ء

الجواب صحیح

مفتی محمد ھاشم خان عطاری

دار الافتاء اھلسنت المفتی darulifta@dawateislami.net

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے